بارہ ربیع الاول

میلاد النبی

یا

وفات النبی

مفتی محمد اشرف القادری

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

بتعاون

برکاتی پبلشرز

کھارادر کراچی

پیش لفظ

۱۲ ربیع الاول شریف کو تمام مسلمانانِ عالم اپنے محسن و کریم آقا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشیاں مناتے اور اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے اس روز اپنی نعمتِ عظمیٰ (یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم) عطا فرمائی ـــــــ لیکن بعض نام نہاد مسلمان، شیطان بصورتِ انسان، نئے نئے (بے معنی) سوالات قائم کرکے، اس عظیم ہستی کی ذاتِ والا صفات پر اعتراضات قائم کرکے، جہاں اپنی بدبختی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں، وہیں سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں کو خراب کرنے اور انہیں ان کارہائے خیر سے روکنے کی بھرپور مذموم کوشش کرتے ہیں۔

پیشِ خدمت رسالہ دراصل اسی طرح کے گمراہ کن، فتنہ انگیز اور بھونڈے اعتراضات کا جامع، مفصل اور مدلل جواب ہے۔ جس کے مطالعہ سے ایمانِ مسلم ایک نئی تازگی پاتا ہے۔ جسے جمعیت اشاعت اہلسنت مفت شائع کر رہی ہے ـــــــ جمعیت اشاعت اہلسنت اس موقع پر برکاتی پبلیکشرز اور چھاگلہ اسٹریٹ میلاد کمیٹی کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہے کہ انھوں نے اس کارِ خیر میں جمعیتِ ھذا سے تعاون فرمایا۔ اللہ انکی سعی کو قبول فرمائے اور دوسرے سنّی احباب، اداروں اور تنظیموں کو ان کی طرح مختلف موضوعات پر کتابیں اور کتابچے شائع کرکے مفت تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خادمِ علمائے اہلسنت
محمد سلیم برکاتی
صدر جمعیتِ ھذا

اشاعت نمبر ۱۴

بسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۰
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ـــــــ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت و مفتیانِ شریعت اس بارے میں کہ ـــــــ
دیوبندی و اہلِ حدیث حضرات نے ایک اشتہار بعنوان "دعوتِ فکر" شائع کیا ہے جس کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ "۱۲ ربیع الاول نبی علیہ السلام کا یومِ وفات ہے اس روز خوشیاں منانے والے اپنے نبی کی وفات پر خوشیاں مناتے ہیں۔ ان کا ضمیر و ایمان مُردہ ہے۔ ان کو نہ اپنے نبی کا پاس ہے۔ نہ ان سے حیا۔ یہ لوگ روزِ قیامت خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے وغیرہ ـــــــ سمجھدار لوگ تو اسے دیکھتے ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۰ پڑھتے ہیں۔ البتہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے پریشانی ہو سکتی ہے۔ لہذا مذکورہ بالا اشتہار کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور کی وضاحت فرمائی جائے۔

نمبر ۱ــ کیا واقعی بارہ ربیع الاوّل کو مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی (معاذ اللہ) خوشیاں مناتے ہیں۔؟

نمبر ۲ــ آیا ربیع الاول کی بارہویں تاریخ یومِ وفات ہے یا یوم میلاد۔؟

نمبر ۳ــ جب بارہ ربیع الاول یوم میلاد بھی ہے اور یوم وفات بھی تو اس روز اہلِ سنّت میلاد کی خوشی کیوں مناتے ہیں۔ وفات کی غمی کیوں نہیں مناتے؟ بینوا وتوجروا

السائل (مولانا عبد الخالق نقشبندی خطیب جامع مسجد باری والی گجرات)

الجواب بعون العلام الوهاب

﴿ وفات پر خوشی ؟ ﴾

بے شک میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ جہان کیلئے اللہ تعالیٰ کی بے مثل رحمت اور اس کا فضلِ عظیم ہے اور ارشادِ ربانی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

ترجمہ (اے محبوب) فرما دیجئے کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ملنے پر چاہیئے کہ لوگ خوشی منائیں۔

(القرآن ۱۰ : ۵۸)

اسی لئے مسلمان بارہ ربیع الاوّل کو میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آقا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے ہیں۔ یہ بات اتنی صاف اور واضح ہے کہ کسی اَن پڑھ سے اَن پڑھ مسلمان یا چھوٹے سے بچے سے بھی اگر پوچھا جائے کہ اس روز مسلمان کس بات کی خوشی مناتے ہیں؟ تو وہ بھی یہی جواب دے گا کہ ؎

ع خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اس کے باوجود منکرین نے جو وفات کی خوشی منانے کا سفید جھوٹ اور کھلم کھلا بہتان گھڑ لیا ہے اس سے نہ صرف انہوں نے امانتِ علمی و دیانتِ اسلامی کا خون کیا ہے بلکہ اس بات کا ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے کہ ان علم و تحقیق کے

دعویداروں کے پاس جشن میلاد شریف کو حرام ثابت کرنے کے لیئے قرآن و سنت سے ایک بھی صحیح اور صاف دلیل موجود نہیں۔ ورنہ یہ جھوٹوں کا ملغوبہ تیار کرنے کی کیا ضرورت تھی، بہر حال یہ الزام باطل محض ہے ـــــــــ

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ ـــــ

کیا ۱۲ ربیع الاول یوم وفات ہے ؟

وفات نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایتیں منقول ہیں۔

روایت نمبر ۱۔ ۱۲ ربیع الاوّل اور یہ روایت حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے۔

روایت نمبر ۲۔ ۱۰ ربیع الاوّل یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

روایت نمبر ۳۔ ۱۵ ربیع الاوّل مروی از حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما

روایت نمبر ۴۔ ۱۱ رمضان اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ (روایت نمبر ۱، ۲ البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۶، روایت نمبر ۳، ۴ وفاء الوفا جلد ۱ صفحہ ۳۱۸)

پہلی روایت کہ جس میں وفات نبوی بارہ ربیع الاول کو بتائی گئی ہے۔

اس کی سند میں محمد بن عمر الواقدی ایک راوی ہے۔ جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم الرازی اور نسائی نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین

نے کہا کہ واقدی ثقہ یعنی قابلِ اعتبار نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا واقدی کذاب ہے حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔ بخاری اور ابوحاتم رازی نے کہا کہ واقدی متروک ہے۔ مُرّہ نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکھی جائے۔ ابن عدی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال جلد۲ صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ ہند قدیم)

لہٰذا بارہ ربیع الاول کو وفات بتانے والی روایت پایۂ اعتبار سے بالکل ساقط ہے۔ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔

روایت نمبر۲ کی سند میں ایک راوی سیف بن عمر ضعیف ہے، اور دوسرا راوی محمد بن عبید اللہ العرزمی متروک ہے۔ (تقریب التہذیب صفحہ ۱۴۲ و صفحہ ۲۰۲ وخلاصۃ تذہیب صفحہ ۱۶۱ و صفحہ ۳۵۰ تہذیب الکمال للخزرجی)

اور روایت نمبر۳ و نمبر۴ کی سند نامعلوم

البتہ اجلۂ تابعین ابن شہاب زہری، سلیمان بن طرخان اور سعد بن ابراہیم زہری وغیرہم سے معتبر سندوں کے ساتھ یکم و دوم ربیع الاول کو وفاتِ نبوی منقول ہے ــــ حاصل یہ کہ بارہ ربیع الاول کو یوم وفات قرار دینا نہ تو صحابۂ کرام سے ثابت ہے اور نہ تابعین سے۔ لہٰذا بعد کے کسی مؤرخ کا بارہ کو تاریخ وفات قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔

مقامِ غور ہے جب صحابۂ کرام (جو وفاتِ نبوی کے چشم دید گواہ تھے)

اور اُن کے شاگردِ تابعین سے یہ قول ثابت نہیں تو بعد کے مورّخ کو کس ذریعے سے یہ معلوم ہوگیا کہ وفاتِ نبوی بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ مشہور اور مستند دیوبندی مؤرخ شبلی نعمانی نے بھی یکم ربیع الاول کو یومِ وفات قرار دیا ہے۔ (سیرۃ النبی جلد۲ صفحہ ۱۷۰) اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بیٹے شیخ عبداللہ نے آٹھویں ربیع الاول کو یوم وفات لکھا ہے۔ (مختصر سیرۃ الرسول صفحہ ۹) ــــ قانونِ ہیئت و تقویم کے لحاظ سے بھی بارہ ربیع الاول کو وفات نبوی کسی طرح ممکن نہیں۔ امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی (المتوفی ۵۸۱ھ) جو کہ مشہور و محقق مؤرخ ہیں، فرماتے ہیں۔

وکیف ما دار الحال علی ھذا الحساب فلم یکن الثانی عشر من ربیع الاول یوم الاثنین بوجہ (الروض الانف جلد۲ صفحہ ۲۷۲)

ترجمہ۔ اس حساب پر کسی طرح بھی حال دائر ہو مگر بارہ ربیع الاول کو یومِ وفات سوموار کسی صورت میں نہیں آسکتا۔

یہی مضمون نہایت زوردار الفاظ میں مشہور و محقق مؤرخین اسلام امام محمد شمس الدین الذہبی، ابن عساکر، ابن کثیر، امام نورالدین علی بن احمد السمہودی، علی بن برہان الدین الحلبی وغیرہم نے بھی بیان فرمایا ہے ــــ (دیکھئے تاریخ اسلام للذہبی جزء السیرۃ النبویہ صفحہ ۳۶۹ و صفحہ ۴۰۰، وفاء الوفا جلد۱ صفحہ ۳۱۸ البدایہ والنہایہ جلد۵ صفحہ ۲۵۶، سیرۃ حلبیہ جلد۳ صفحہ ۴۷۳ وغیرھا)

الغرض بارہ ربیع الاول کا یومِ وفات ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ نہ عقلاً نہ نقلاً نہ روایتاً نہ درایتاً۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بارہ ۱۲ ربیع الاول یوم میلاد ہے !

ولادت نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابۂ کرام سے صرف ایک ہی صحیح روایت بارہ ربیع الاول کی منقول ہے جسے حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ) نے سندِ صحیح کے ساتھ روایت فرمایا ملاحظہ ہو۔

عن عفان عن سعید بن مینا عن جابر وابن عباس انہما قالا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شہر ربیع الاول
(بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ مطبوعہ بیروت البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: عفان سے روایت ہے وہ سعید بن مینا سے راوی کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارھویں ربیع الاول کو ہوئی۔

اس کی سند میں پہلے راوی عفان کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ اور صاحبِ ضبط واتقان ہیں۔ (خلاصۃ التذہیب صفحہ ۲۶۸ طبع بیروت)
دوسرے راوی سعید بن مینا ہیں یہ بھی ثقہ ہیں۔ (خلاصہ صفحہ ۱۴۲ تقریب صفحہ ۱۲۶)
ان دو جلیل القدر اور فقیہہ صحابیوں کی صحیح الاسناد روایت سے ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد سرکار ہے۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
لہٰذا بعد کے کسی بھی مؤرخ کا کوئی قول یا ظن وتخمین اس کے بالمقابل

لائق التفات وقابل قبول ہرگز نہیں ہوسکتا۔
چنانچہ حضرت زبیر بن بکار، امام ابن عساکر، امام جمال الدین ابن جوزی اور ابن الجزار وغیرہم نے بارہ ربیع الاول کے یوم میلاد ہونے پر اہلِ تحقیق کا اجماع نقل کیا ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۹۳۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ ماثبت من السنۃ للشیخ المحقق صفحہ ۹۸ شمامہ عنبریہ صفحہ ۷ از نواب صدیق حسن خان بھوپالی اہلحدیث۔)

اور یہی جمہور علماء وجمہور اہلِ اسلام کا مسلک اور ان میں مشہور ہے (البدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۰، الفتح الربانی ج ۲ صفحہ ۱۸۹، المورد الروی لملا علی القاری صفحہ ۹۶ طبع مکہ المکرمہ، حجۃ اللہ علی العالمین للنبہانی جلد ۱ صفحہ ۲۳۱، ماثبت من السنۃ صفحہ ۹۸، المواہب اللدنیہ للقسطلانی نیز اس کی شرح زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۴)

بارہ ربیع الاول ہی کے یوم میلاد ہونے پر قدیماً وحدیثاً تمام اہلِ مکہ متفق چلے آرہے ہیں۔ اور اسی تاریخ پہ حضور کی ولادت کے مکان شریف پر حاضر ہوکر میلاد شریف منانے کا قدیم سے اہل مکہ کا معمول ہے ——
(المواہب اللدنیہ، زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۳۲، سیرۃ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۹۳، المورد الروی لعلی القاری صفحہ ۹۸، ماثبت من السنۃ صفحہ ۹۸، تواریخ حبیب الٰہ ممدوحہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۴ وغیرہا)
بارہ ربیع الاول ہی کو میلاد شریف کرنے کا اہلِ مدینہ کا معمول ہے۔

(تواریخ حبیب الٰہ) اسی تاریخ کو تمام شہروں کے مسلمانوں کا جشنِ میلاد منانے کا معمول ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ا صـ۹۳ زرقانی علی المواہب جلد صـ۱۳۲)۔

قدیم اہلِ مکّہ کے معمول کی مختصر وضاحت

محدث ابن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں۔

اہلِ حرمین شریفین مکہ و مدینہ اور مصر و یمن و شام اور تمام بلادِ عرب، مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا پرانے زمانے سے معمول ہے کہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ لباس زیب تن کرتے۔ قسم قسم کی زیبائش و آرائش کرتے، خوشبو لگاتے اور ان ایام (ربیع الاول) میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے، حسبِ توفیق نقد و جنس لوگوں پر خرچ کرتے۔ اور میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا اہتمام بلیغ کرتے۔ اور اس کی بدولت بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل کرتے۔ میلاد کی خوشی منانے کے مجربات سے یہ ہے کہ سال بھر کثرت سے خیر و برکت، سلامتی و عافیت، رزق، مال اور اولاد میں زیادتی اور شہروں میں امن و امان اور گھر بار میں سکون و قرار جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے رہتا ہے۔ (بیان المیلاد النبوی لابن جوزی صـ۵۷، صـ۵۸)

امام احمد القسطلانی فرماتے ہیں۔

خدا تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے اس شخص پر جو ماہ میلاد پاک ربیع الاول کی راتوں کو خوشیوں کی عیدیں بنالے تاکہ جس کے دل میں بغض شانِ رسالت

کی بیماری ہے اس کے دل پر قیامت قائم ہو جائے۔ (المواہب مع الزرقانی جلد ا صـ۱۳۹)

ملا علی قاری المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں کہ

اما اہل مکہ یزید اھتمامھم بہ علی یوم العید" (المورد الروی طبع مکہ صـ۲۸)

یعنی اہلِ مکہ میلاد شریف کا اہتمام عید سے بڑھ کر کرتے۔

شاہ ولی اللہ کا مشاہدہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

میں ایک بار مکہ معظمہ میں میلاد شریف کے روز مکان ولادت نبوی پہ حاضر تھا اور لوگ آپ کے ان معجزات کا بیان کر رہے تھے جو حضور کی تشریف آوری سے پہلے یا آپ کی بعثت سے قبل ظاہر ہوئے تو میں نے اچانک دیکھا کہ انوار کی بارش ہوئی تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں کہ جن کو ایسی محافل (میلاد شریف وغیرہ) پر متوز کیا گیا ہے۔ نیز میں نے دیکھا انوارِ ملائکہ اور انوارِ رحمت ملے ہوئے ہیں۔ (فیوض الحرمین عربی اردو صـ۸۰ و صـ۸۱)

مرشدِ اکابر دیوبند کا ارشاد

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں کہ

مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔
(شمائم امدادیہ صـ۴۷)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لختِ جگر کا فتویٰ

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی رقمطراز ہے کہ

ابولہب کافر نے ولادت نبوی کی خوشی میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کیا تو اس کافر کو قبر میں ہر سوموار (روز ولادت) کو سکون بخش مشروب چوسنے کو ملتا ہے۔ تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا (یعنی اسے کیا کیا نعمتیں نہ ملیں گی) جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منائے۔ (ملخصاً) (مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۳ شائع کردہ حافظ عبدالعزیز اہل حدیث جہلم) ______ اللہ تعالیٰ انہیں عمل کی بھی توفیق دے۔

وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بارہ ربیع الاول یوم میلاد ہے نہ کہ یوم وفات۔ لیکن اگر بالفرض یوم وفات بھی مان لیا جائے تو میلاد کی خوشی منانا اس تاریخ کو تب بھی جائز ہی رہے گا۔ اور وفات کا سوگ منانا ممنوع ہوگا۔ کیونکہ نعمت کی خوشی منانا شرعاً ہمیشہ اور بار بار محبوب ہے۔ جیسے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے نزول مائدہ کے دن کو اپنے اولین و آخرین کے لئے یوم عید قرار دیا تھا۔ (القرآن ۵ : ۱۱۴)۔ لیکن وفات کا غم وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ حدیث کے نام نہاد عاشق اہلحدیثوں سمیت محققین دیوبند میں ایک کو بھی اس قانونِ شرعی کی خبر نہیں ورنہ ایسا لغو اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔

چنانچہ امام دارالہجرت امام مالک ابن انس الاصبحی، امام ربانی امام محمد بن حسن الشیبانی، امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، امام حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی، امام جلیل امام احمد بن حنبل، امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، امام مسلم بن الحجاج القشیری امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی، امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، امام ابوبکر البزاز، امام ابومحمد عبداللہ بن علی بن جارود النیشاپوری اور امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ جماعت محدثین اسانید صحیحہ معتبرہ کے ساتھ، جماعتِ صحابہ انس بن مالک عبداللہ بن عمر، امہات المومنین عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش ام حبیبہ، حفصہ، نیز ام عطیہ الانصاریہ، فریعہ بنت مالک بن سنان اخت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہم وعنہن سے مرفوعاً بالفاظ متقاربہ ایک ہی مضمون روایت فرماتے ہیں۔

أُمرنا ان لا نحدّ علی میت فوق ثلاث الّا لزوجٍ۔

ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر (چار ماہ دس روز تک بیوی غم منا سکتی ہے)

موطا امام مالک ص ۲۱۹ و ص ۲۲۰ موطا امام محمد ص ۲۶۷ مصنف عبدالرزاق جلد ۷ ص ۴۷، ۴۸، ۴۹ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، مسند الحمیدی جلد ۱ ص ۱۱۲ و ص ۱۴۶، مسند احمد مبوب جلد ۷ ص ۱۴۷ تا ۱۵۱، شرح معانی الآثار للطحاوی جلد ۲ ص ۴۸، ۴۹

صحیح البخاری جلد ۲ ص ۸۰۴، صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶ تا ۴۸۸، جامع الترمذی جلد ۱ ص ۲۲۷، ابی داؤد جلد ۱ ص ۳۱۴، سنن النسائی جلد ۲ ص ۱۱۶ تا ۱۱۸، سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۵۲، سنن الدارمی جلد ۲ ص ۸۹، ۹۰، مسند البزاز بحوالہ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳، المنتقٰی لابن جارود ص ۲۵۸، ۲۵۹، السنن الکبیر للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۷ تا ۴۴۰ واللفظ لعبد الرزاق)

ثابت ہوا کہ تین روز کے بعد وفات کی غمی منانا ممنوع۔ اور حصولِ نعمت کی خوشی بار بار اور ہمیشہ منانا شرعاً محبوب ہے۔ اس لیئے ہم بارہ ربیع الاوّل کو وفات کی غمی نہیں نعمتِ میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

اور لیجیئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض۔ (سنن نسائی جلد ۱ ص ۱۵۰ وغیرہا من کتب الحدیث)۔

ترجمہ تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی روز آپ نے وفات پائی۔

پھر سرکار فرماتے ہیں۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ان ھذا یوم عید جعلہ اللہ للمسلمین۔ (سنن ابن ماجہ ص ۷۸ ومعناہ فی مسند احمد وغیرہ)۔

ترجمہ یہ جمعہ عید کا دن ہے اسے اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن یوم میلاد النبی (آدم علیہ السلام) بھی ہے۔ اور یوم وفات بھی ہے اس کے باوجود اللہ نے وفات کی غمی کو نظر انداز کرتے ہوئے یوم میلاد کی خوشی کو باقی رکھا۔ اور ہر جمعہ کو عید منانے کا حکم دیا۔

دوپہر کے سورج کی طرح یہ مسئلہ روشن اور واضح ہو گیا کہ ایک ہی روز میں اگر غمی اور خوشی کے واقعات جمع ہو جائیں تو غمی کی یاد تین روز کے بعد ختم ہو جاتی ہے اور خوشی کی یاد ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ لہٰذا

اگر بارہ ربیع الاول کو یوم میلاد اور یومِ وفات بھی مان لیا جائے۔ تو وفات کی غمی وفات سے تین روز بعد ختم ہو چکی۔ اور میلاد کی خوشی قیامت تک باقی رہے گی۔

علی رغمہ انوف الجہال اعلٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ الملفوظ میں واضح طور پر بیان فرمادیا ہے۔ وَلٰکِنَّ الْوَھَابِیَّۃَ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

لمحہ فکریہ!

اشتہار چھاپنے والوں کے لیئے (دانشور دیوبندیوں، اہلحدیثوں، وہابیوں)

مقام فکر ہے کہ انہوں نے بلا سوچے سمجھے بارہ ربیع الاول کو میلاد النبی کی خوشی منانے والوں پر ان کے ضمیر و ایمان کی موت کا فتوٰی دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے نزدیک یوم وفات بھی ہے اب انکا فتوٰی اللہ و رسول پر کیا ہوگا جنہوں نے روز جمعہ کو باوجود یوم وفات النبی ہونے کے خوشی کی عید منانے کا حکم دیا اور کیا فتوٰی ہوگا یوم وفات ہونے کے باوجود روزِ جمعہ کو عید کے طور پر منانے والے مسلمانوں پر۔ اور خود دیوبندی و غیر مقلدین بھی تو جمعہ کو روزِ عید قرار دیتے ہیں۔ کیا وفات النبی کے دن روزِ جمعہ کو عید قرار دینے

والے تمام دیوبندی اہلحدیثوں کے علماؤ عوام سب کا ضمیر مر چکا ہے اور ایمان مردہ ہو چکا ہے؟ شاباش! فتوای ہو تو ایسا ہی ہو جو خود اپنے ہی اوپر فٹ ہو جائے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جاہل اور احمق وہابیو!

ہوش سنبھالو! اور سوچو!....... کیا قدیم زمانے سے بارہ ربیع الاول کو جشن میلاد منانے والے مکہ و مدینہ مصر و شام اور مشرق مغرب کے علماً فقہا محدثین، اولیاء کرام اور عامۃ المسلمین، نیز ان کے اس عمل کو فخریہ اپنی کتابوں میں نقل کرنے والے اور ان کی تائید کرنے والے اکابر بزرگانِ دین مثلاً امام قسطلانی امام زرقانی، ابن جوزی، شاہ عبدالحق محدث دھلوی، علامہ جلال الدین سیوطی، شمس الدین محمد ناصر الدین الدمشقی، شمس الدین ابن الجزری، ملا علی القاری علی بن برھان الدین الحلبی، امام ابن حجر مکی، شمس الدین سخاوی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابو شامہ شیخ النووی، امام ابو الخطاب ابن وحیہ الاندلسی، حافظ زین الدین عراقی، امام مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور خود مرشدِ دیوبندیاں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وغیرہم سب کا ایمان و ضمیر مردہ ہے؟

شاہ ولی اللہ اور حاجی امداد اللہ جن کو تم اپنا پیر و مرشد اور مقتدا مانتے ہو اگر تمہارے فتوے کے مطابق ان کا ضمیر و ایمان مردہ ہے تو تم مریدوں اور مقتدیوں

کا ضمیر و ایمان کیسے زندہ ہو سکتا ہے؟

یقیناً تمہارا ضمیر و ایمان تمہارے اپنے فتوے کے مطابق مردہ ہے۔ اور اپنے منہ سے خود مردہ ضمیر اور بے ایمان بن رہے ہو۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب دیکھیئے یہ موحدین اپنے آپ کو اور اپنے بزرگوں کو کس طرح اپنے فتوے اور ضمیر و ایمان کی موت سے بچاتے ہیں؟ دیدہ باید۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہدایت دے۔

لاکھ مر جائیں سر پٹک کے حسود — ہم نہ چھوڑیں گے محفل مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں — جن کی امت ہیں ان سے منہ کیوں موڑیں

فقط واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ **محمد اشرف القادری**

خادم الطلبہ ومفتی دار العلوم قادریہ عالمیہ مراڑیاں شریف بائی پاس روڈ گجرات

نذرونیاز کرنیوالے احبابِ اہلسنّت کی خدمت میں عرض

اللہ کرے کسی دل میں اتر جائے میری بات آمین۔

اَلحَمدُ لِلّٰہ تعالیٰ اہلسنت وجماعت کے معمولات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ انبیاء علیہ السلام، صحابہ کرام، اولیاء عظام، بزرگانِ دین اور اپنے وفات یافتہ رشتے داروں، والدین اور مرحومین کے "ایصال ثواب" کے لئے نہایت ہی عقیدت ومحبت کے ساتھ سال بھر نذر ونیاز کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے کھانے پکوا کر غرباء واغنیاء کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔ اور اس مقصد میں وہ مجموعی طور پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل یقیناً کارِ خیر ہے اور جائز ومستحسن ہے۔ نیز اعراسِ بزرگانِ دین کے مواقع پر خصوصاً اور پورا سال عموماً مزاراتِ اولیاء کرام پر چادریں چڑھاتے رہتے ہیں اور اس مد میں بھی وہ مجموعی طور پر کروڑوں روپے صرف کرتے ہیں۔

لیکن نہایت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ جب ہمارے انہیں سنی بھائیوں سے نذر ونیاز، مزارات پر چادر اور پھول ڈالنے، اعراسِ بزرگانِ دین منعقد کرنے وغیرہ کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے یا مخالفین اہلسنت وجماعت (جیسے کہ وہابی، دیوبندی، اہلحدیث، شیعہ اور اسی طرح کے گمراہ اور بددین فرقوں کے افراد) جب ان سے ان معمولات وعقائدِ اہلسنت مثلاً جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، گیارہویں شریف، ندائے یا رسول اللہ، علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کا ثبوت مانگتے ہیں اور اس طرح ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں تو ان احبابِ اہلسنت کی اکثریت انہیں بروقت جواب نہیں دے پاتی اور جو معلومات رکھتے ہیں وہ بھی اپنے ثبوت میں جلد کتابیں فراہم نہیں کر پاتے۔

اس لئے ان احبابِ اہلسنت کی خدمت میں جو نذر ونیاز وغیرہ میں اپنا لاکھوں روپیہ صرف کرتے ہیں دست بستہ عرض ہے کہ جہاں آپ اپنے لاکھوں روپے صرف کھانا پکوانے اور چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں، انہی روپوں کو یا اس میں سے کچھ رقم (چاہے پندرہ بیس فیصد ہی سہی) مندرجہ ذیل کاموں میں بھی استعمال فرما کر اپنے لئے ثوابِ جاریہ اور لوگوں کی اصلاح کا سامان کیجئے۔

(الف) نذر ونیاز، مزارات پر حاضری کے ثبوت اور طریقہ، اعراسِ بزرگانِ دین کا جواز، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گیارہویں شریف نیز گمراہ فرقوں کے رد اور عقائدِ اہلسنت سے لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے چھوٹے چھوٹے کتابچے چھپوایئے (جس طرح یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے) یہ کام اگر آپ چاہیں تو خود انجام دیں یا پھر ہمیں خدمت کا موقع فراہم کریں کہ ہم آپ کے پیسوں کو ان جگہوں پر استعمال کرنے میں آپ کی مدد کریں۔

(ب) جہاں آپ محافلِ میلاد وغیرہ میں شیرینی تقسیم کرتے ہیں ساتھ ہی کوئی چھوٹی سی کتاب تقسیم کیجیے۔

(ج) اعراس بزرگانِ دین پر جو رقم محض چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں اس میں سے کچھ حصہ ہی سہی ان اولیاء عظام کی سیرت، ان کے پیغام اور ان کی خدمت جو انہوں نے دینِ اسلام کی انجام دی، ان لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے لوگوں میں چھوٹے چھوٹے کتابچے تقسیم کر کے صرف کیجئے۔

دردِ بھرے دل سے سوچئے اور آیئے بڑھ کر اس کارِ خیر میں حصہ لیجئے۔

جمعیّت اشاعت اہلسنّت پاکستان

بارھویں تاریخ

سحابِ رحمتِ باری ہے بارھویں تاریخ
کرم کا چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارھویں تاریخ
عدو کے دل کو کٹاری ہے بارھویں تاریخ

اسی نے موسمِ گل کو کیا ہے موسمِ گل
بہارِ فصلِ بہاری ہے بارھویں تاریخ

بنی ہے سرمۂ چشمِ بصیرت و ایماں
اٹھی جو گردِ سواری ہے بارھویں تاریخ

ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پر قرباں
خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارھویں تاریخ

فلک پہ عرشِ بریں کا گماں ہوتا ہے
زمینِ خلد کی کیاری ہے بارھویں تاریخ

تمام ہو گئی میلادِ انبیاء کی خوشی
ہمیشہ اب تری باری ہے بارھویں تاریخ

دلوں کے میل دھلے گل کھلے سرور ملے
عجیب چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ

چڑھی ہے اوج پہ تقدیر خاکساروں کی
خدا نے جب سے اتاری ہے بارھویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پورے
کہ اپنی روح میں ساری ہے بارھویں تاریخ

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیشہ تو نے غلاموں کے دل کیے ٹھنڈے
جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ

خوشی ہے اہلِ سنن میں مگر عدو کے یہاں
فغان و شیون و زاری ہے بارھویں تاریخ

جدھر گیا سنی آواز یا رسول اللہ
ہر ایک جگہ اسے خواری ہے بارھویں تاریخ

عدو ولادتِ شیطاں کے دن منائے خوشی
کہ عید عید ہماری ہے بارھویں تاریخ

حسنؔ ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ

از مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

(ذوقِ نعت)

بتعاون:- چھاگلہ اسٹریٹ میلاد کمیٹی